سلسلۂ مطبوعات
برکات بکڈپو
BARAKATH BOOK DEPOT
(۵۳)

کیا عورت اور مرد کی نماز میں فرق نہیں؟

تحریر

مولانا محمد عبد القوی

ناشر

برکات بکڈپو
Barakaath Book Depot

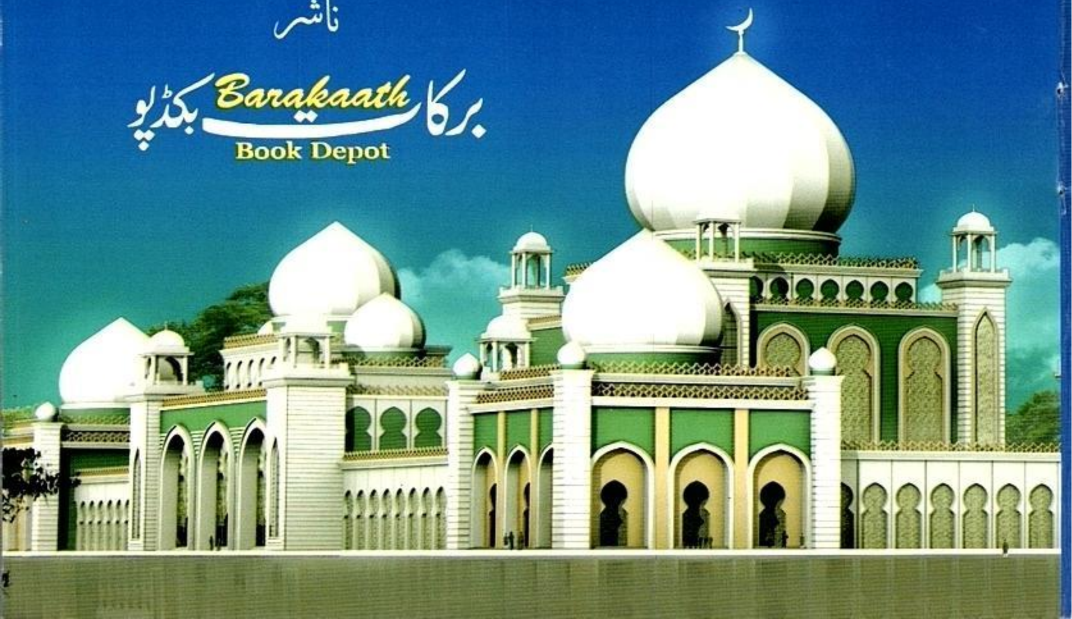

باسمہ تعالیٰ

کیا عورت اور مرد
کی نماز میں
فرق نہیں؟

تحریر

مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ

ناشر

برکات بکڈپو
Barakaath Book Depot

خواجہ باغ کالونی، سعید آباد، حیدرآباد

Cell : 9490367863, 9000003701

تفصیلاتِ طباعت

نام کتاب :	کیاعورت اورمرد کی نماز میں فرق نہیں؟
مولف:	مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ
صفحات:	24
سن طباعت:	باردوم: ۱۴۳۵ھ بارِسوم: ۱۴۳۸ھ بارِچہارم ۱۴۳۹ھ
کمپوزنگ:	سیدخواجہ نصیرالدین قاسمی
طباعت:	
قیمت:	20/-
ناشر :	برکات بکڈپو

ملنے کے پتے

✱ ادارہ اشرف العلوم خواجہ باغ سعیدآباد حیدرآباد۔ 040-24070681

✱ برکات بکڈپو، سعیدآباد، حیدرآباد۔ 7702234385

✱ مکتبہ کلیمیہ یوسفین بازار، ناپملی، حیدرآباد 9885655591

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تقدیم

آج کل عام طور سے جدید تعلیم یافتہ بالخصوص عرب ملکوں میں قیام پذیر طبقہ دینی احکام کو علمی و عملی توارث اور سلف کے تعامل سے ہٹا کر ایک مخصوص آزادانہ نظریئے کے مطابق بنانے کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہا ہے، کتاب وسنت کو سلف کی تحقیق وتشریح کی روشنی میں دیکھنے کے بجائے اپنی عقل وفہم کا پابند رکھنے کو ترجیح دے رہا ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ ایسے تمام لوگ خواہ ان کی جماعت کا کوئی نام ہو عوام الناس کو علماء سے بدظن کرنے اور فقہ وفتویٰ کو بے دینی بتلانے میں متفق ومشترک ہیں۔ یہ لوگ کہتے تو یہی ہیں کہ ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے مگر سب سے زیادہ بے جا تقلید خود ہی کرتے ہیں، اس لئے کہ تقلید "عام آدمی کے — جسے دین کا پورا علم نہ ہو — علماء سے پوچھ کر دین پر عمل کر لینے" کو کہتے ہیں۔ اور یہی غیر مقلدین کی عوام بھی کرتی ہے کہ وہ بھی اپنے علماء سے پوچھ کر عمل کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہ جیسے مقلدین کی عوام دلیل کو سمجھنے اور کتاب وسنت کی کسوٹی پر پرکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ایسے ہی غیر مقلدین کی عوام کا حال ہے، ان کا ہر آدمی مفسر ومحدث تو نہیں ہے کہ خود ہی احادیث کی تحقیق بھی کر لے اور مسئلے کی تخریج بھی کر لے، نہ ہی وہ نبی ہے کہ وحی کے ذریعے کیا صحیح ہے کیا غلط ہے خود ہی معلوم ہو جاتا ہو۔ مختصر یہ کہ علماء سے عوام کو آزاد کرانے کا فائدہ دشمنانِ اسلام کو ہو رہا ہو گا تو ہو رہا ہو گا، مسلمانوں کو تو دن بہ دن نقصان ہی ہوتا جا رہا ہے کہ حدیث پر عمل کے نام سے دین کے اجماعی احکام کا جنازہ نکالا

جارہا ہے اور مذہب کی غیر مہذب تصویر تیار کی جارہی ہے۔ فالی اللہ المشتکی

ان طبقوں کی طرف سے چلائی جارہی مخالفِ سلف مہم میں ایک مسئلہ "عورتوں اور مردوں کی کیفیتِ نماز میں فرق نہ ہونے" کا بھی ہے۔ بڑی شدومد سے اس کی مخالفت کی جارہی ہے اور اسے دین کی بہت بڑی خدمت سمجھا جارہا ہے کہ اس اجماعی اور متوارث فرق کو ختم کر کے مرد وعورت کو مغربی مساوات کا خوگر بنایا جائے۔

یہ رسالہ جو مولانا محمد عبدالقوی صاحب زیدرشدہٗ نے کتاب وسنت کی روشنی میں مرتب کیا ہے وہ اس مسئلے میں پیدا کردہ غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کافی ہے، ایک اعتدال پسند اور صحیح الفہم آدمی اس کے مطالعے کے بعد خود ہی سمجھ لے گا کہ سلف سے خلف تک جو عمل متواتر چلا آرہا ہے اس کی اچانک ایسی مخالفت کیوں کی جارہی ہے؟

حق تعالیٰ شانہ مرتب کو جزائے خیر دے اور عام صالحات وقانتات کو اس سے استفادہ وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد عبد المغنی مظاہری

ناظم مدرسہ سبیل الفلاح حیدرآباد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خواتین اسلام! آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ تمام انسانوں کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے، اسی نے ہم کو پیدا کیا اور اپنی بندگی کا امتحان ہمارا وظیفۂ حیات بنایا، اس امتحان میں کامیابی کا راستہ دکھانے کیلئے نبیوں کو بھیجا اور ان پر کتابیں اتاریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک دنیا میں رہے لوگوں کو اپنے قول وعمل سے اللہ کی بندگی کا صحیح طریقہ بتاتے اور اس کا دین سکھاتے رہے، جب دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو قیامت تک کے واسطے اللہ کی کتاب اور اپنا طریقہ چھوڑ گئے، تاکہ ان کی امت دین کے معاملے میں اس سے روشنی حاصل کرتی رہے۔

آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ اسلام دینِ فطرت ہے جسے انسانوں کے مالک نے ایک کامل ترین انسان ہی کے ذریعہ بھیجا ہے، اس میں انسانوں کے مزاج، طبیعت اور تقاضہائے فطرت کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے، تاکہ وہ شعور کی عمر یعنی بلوغ سے لے کر موت تک ایک انسان کے لئے قابلِ عمل ہو سکے، اسی لئے دینِ اسلام میں بچوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں عورتوں، معذوروں اور مسافروں سب ہی کی فطری تقاضوں کا بڑا خیال رکھا گیا ہے، بنیادی ڈھانچے کو بدلے بغیر ادائیگیٔ احکام کے طریقوں میں بہت سہولت دی گئی ہے۔

عورت بےشک انسان ہے مگر انسانوں کی صنفِ نازک ہے، حیا کا مجسمہ اور غیرت کا پُتلا ہے، اسلام نے تمام احکام میں اس کی بڑی رعایت کی ہے، جو ہمیں کتاب وسنت کے مطالعے کے دوران صاف نظر آتی ہے، اور یہ رعایت جس طرح دیگر عبادات میں ملحوظ رکھی گئی ہے، نماز کے احکام میں بھی کی گئی ہے۔ آپ غور کیجئے کہ جو نبی — صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — عورتیں بیٹھی ہوئی سواری کو رفقا بالقواریر کہہ کر تیز چلانے سے روک دیتے ہوں، جو نبی — صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — بچے کی رونے کی آواز سن کر اس کی ماں کی ہمدردی میں نماز مختصر فرما دیتے

ہوں، وہ نبی نماز جیسی عبادت میں اس کے فطری حالات اور تقاضۂ شرم وحیا کی رعایت کیوں نہ فرماتے؟

خواہران دین! یہ بات آپ کے ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اسلام تو بلا شبہ کتاب وسنت کا نام ہے، لیکن اس پر عمل صرف کتاب کے الفاظ کو پڑھ کر نہیں کیا جا سکتا، الفاظ کی صحت کے ساتھ ان الفاظ کو نقل کرنے والے اسلاف کے عمل کو بھی دیکھا جاتا ہے، اور اجماعِ امت پر بھی نظر رکھی جاتی ہے، کیوں کہ جس طرح کتاب وسنت کے الفاظ عہدِ رسالت سے منتقل ہوتے آرہے ہیں ان پر عمل کا طریقہ بھی اسی زمانہ سے منتقل ہوتا آرہا ہے۔ البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اپنے بعد تین زمانوں کو بہتر قرار دے کر اس کے بعد دین ودیانت میں کمی شروع ہوجانے کی خبر دی ہے۔ (بخاری: ۷/۳) اس لئے دین کے معاملے میں زیادہ تر خیر القرون کے اصحاب علم پر اعتماد کیا جاتا ہے، اس پر امت کے تمام علماء کا اجماع ہے۔

آج کل چونکہ کیفیت نماز میں عورتوں اور مردوں کے درمیان خیر القرون سے چلے آرہے فرق کا ایک طبقے کی جانب سے شدید انکار کیا جارہا ہے اور اسے خلاف سنت قرار دیا جارہا ہے اس لئے اس مضمون میں قدرے تفصیل سے یہ بتلایا گیا ہے کہ دین اسلام میں نماز سے لے کر حج اور جہاد تک تمام احکام میں عورتوں کے لئے مردوں سے مختلف صورتیں رکھی گئی ہیں، اور یہ کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کسی کو اپنی ہی بات پر ضد ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اپنی بات پر نہیں نبی کی بات پر اصرار کر رہے ہیں تو اس سے کہا جائے کہ آپ کی یہ بات غلط ہے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو آپ جس طرح سمجھ رہے ہیں صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ اور خود آپ کے پچھلے علماء نے اس طرح نہیں سمجھا تھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ میں اور سلف میں اختلاف ہے، یہی دیکھا جائے گا کہ امت کا اجماع کس پر ہے؟ جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، اور خود غیر مقلدین کے ہاں بھی یہ فرق موجود پاتے ہیں، جبکہ یہ فرق عقل ونقل

دونوں کے مطابق بالکل صحیح ہے۔ آگے اس فرق کی کچھ وضاحت کی جاتی ہے۔

تخلیق میں فرق:

یہ بات تو بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان اپنی تخلیق، تقاضے اور فطرت وضرورت کے اعتبار سے نمایاں فرق پایا جاتا ہے، اگر چہ کہ دونوں انسان ہیں اور انسانیت میں برابر ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ (النساء:۳۲) اس سے معلوم ہوا کہ مجموعی اور کلی اعتبار سے یکسانیت کے باوجود جزوی اعتبار سے دونوں صنفوں میں زمین وآسمان کا فرق موجود ہے، جو دنیا کے ہر عقل مند کے نزدیک قابل قبول ہے، مثال کے طور پر عورت اور مرد دونوں انسان ہونے میں برابر ہونے کے باوجود مرد حمل کا تحمل اور اولاد کی پیدائش کا کام کرنے سے فطری طور پر عاجز ہے جب کہ عورت اس کی بھر پور صلاحیت رکھتی ہے، مرد کے چہرہ کو داڑھی سے رونق بخشی گئی، عورت اس کے بغیر خوب صورت لگتی ہے، وغیرہ وغیرہ............

اسی تخلیقی وفطری فرق کی وجہ سے شریعتِ اسلامی نے بہت سے دینی احکام میں بھی فرق ملحوظ رکھا ہے تاکہ کوئی حکم کسی کے تقاضہائے فطرت کے مخالف نہ ہو اور اس کی ادائی بوجھ نہ بنے، مثال کے طور پر......

احکام میں فرق:

(۱) پردہ کا حکم مرد اور عورت دونوں کو دیا گیا ہے، مگر حجاب میں رہنے کا پابند عورت کو بنایا گیا ہے، مرد کو برقعہ اور چادر وغیرہ اوڑھ کر رہنے اور نکلنے کا پابند نہیں کیا گیا، اسلئے کہ یہ مرد کے تقاضۂ فطرت کے خلاف ہے مگر عورت کے تقاضۂ فطرت کے عین موافق ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ (الاحزاب:۵۹)

اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں، بیٹیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں کو اس کا پابند فرمادیجئے کہ وہ اپنے سروں کے اوپر سے گھونگھٹ ڈالے رکھیں۔

(۲) اسی طرح مردوں کو کفار و مشرکین کے مقابلے میں ضرورت پر جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے (الحج: ۳۹) مگر عورتوں کو اس کا پابند نہیں بنایا گیا، بلکہ اجازت چاہنے پر بھی اجازت دینے کے بجائے دوسرے اعمال کی طرف متوجہ کیا گیا۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت استأذنته فی الجهاد فقال حسبكن الحج او قال جهادكن الحج (رواہ البخاری: ۴/۴۳۵)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا "تمہارے (جہاد کا ثواب کمانے کے) واسطے حج کافی ہے،" یایوں فرمایا "تمہارا جہاد حج کرنا ہے"۔

(۳) مردوں کو میراث میں عورتوں کا دوگنا حصہ دیا جاتا ہے اور عورتوں کو اس کا نصف، کیوں کہ اکثر عورتوں کی ضروریات کا مرد ہی کفیل ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء: ۱۱)

مرد کے لئے عورت کا دوگنا حصہ ہے۔

(۴) مردوں پر عورتوں کی کفالت و پرورش کی ذمہ داری رکھی گئی ہے عورتوں پر مردوں کی ذمہ داری نہیں رکھی گئی۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (النساء: ۳۴)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے کہ وہ اپنا مال (ان کی کفالت پر) خرچ کرتے ہیں۔

(۵) مرد عورت کو ضرورت پر اپنی زوجیت سے علاحدہ کرسکتا ہے مگر عورت شوہر کو اپنی زوجیت سے علاحدہ نہیں کرسکتی۔ (ضرورت پر طلاق طلب کرسکتی ہے یا دارالقضاء سے مدد لے سکتی ہے مگر خود سے شوہر کو طلاق نہیں دے سکتی۔)

(٦) کسی مسئلے میں دو مردوں کی گواہی طلب کی جاتی ہے، لیکن ضرورت پر جب دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہو جاتی ہے، اس میں دو عورتوں کو ایک مرد کے مساوی مانا گیا ہے، یعنی ان کی فہم کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ (البقرۃ:۲۸۲)

اور دو مسلمان مردوں کی گواہی طلب کرو، اگر دو مرد نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں سے (بھی شہادت کافی ہوسکتی ہے)

(٧) لباس وغیرہ میں مردوں کیلئے سونے چاندی اور ریشم کا استعمال ممنوع ہے۔ (بخاری:۷/۲۷۸) جبکہ عورتوں کو اس کی اجازت دی گئی ہے۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انه رأى على ام كلثوم بنت رسول الله ﷺ برد حرير سيراء (بخاری:۷/۲۸۱)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ریشم کے لباس میں دیکھا ہے۔

اسی طرح عورتوں کو سونے چاندی کے استعمال کی اجازت احادیث میں موجود ہے۔ (ایضاً)

(٨) حج میں مردوں کو سلے ہوئے کپڑوں کا استعمال ممنوع ہے، عورت کے احرام میں لباس کی یہ پابندی نہیں رکھی گئی ہے۔

۔۔۔۔ولتلبس بعد ذالک ما احبت من الوان الثياب معصفرا او خزا او حليا او سراويل او قميصا او خفا (ابوداؤد:۲/۱۶۶)

احرام میں عورت (نقاب، خوشبو، اور دستانوں کے علاوہ) جس قسم کا اور جس رنگ کا لباس پہننا چاہتی ہے پہن سکتی ہے۔

(٩) مردوں کو حج وعمرے کے اختتام پر حلق یا پورے سر کا قصر ضروری ہے مگر عورتوں کے لئے چوٹی کے کنارے سے بال کم کر لینا کافی ہے۔

لیس علی النساء حلق انما علی النساء تقصیر	عورتوں پر سر منڈھانا نہیں ہے ان کے لئے صرف بال کم کرلینا کافی ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی، سنن بیہقی: ۵/ ۱۶۹)

(۱۰) سعی میں مردوں کے لئے "میلین اخضرین" کے درمیان تیز رفتاری کا حکم ہے مگر عورتوں کے لئے عام رفتار ہی سے گذر جانے کی ہدایت ہے۔ جبکہ وہ عمل ایک عورت ہی کی یادگار ہے، مگر اسلام نے فطرتِ نسوانی کا لحاظ کرتے ہوئے یہ حکم دیا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔ لیس علی النساء سعی بالبیت وبین الصفاء والمروۃ (سنن کبریٰ: ۵/ ۷۷)	حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں عورت پر طواف کے دوران رمل کرنا اور سعی کے دوران دوڑنا نہیں ہے۔

(۱۱) مرد جب چاہے نفل روزے رکھ سکتا ہے مگر عورت خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفل روزے نہیں رکھ سکتی۔

لا یحل لامرأۃ ان تصوم وزوجھا شاھد الا باذنہ (رواہ البخاری: ۷/ ۶۲)	کسی عورت کے لئے اس کے شوہر کی موجودگی میں بلا اجازت (نفل) روزہ رکھنا حلال نہیں ہے۔

یہ گیارہ مثالیں بطور نمونہ کے پیش کی گئی ہیں ورنہ احکامِ اسلامی میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ احکام کے جاری کرنے میں عورت کی طبعی و صنفی خصوصیات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

پس جس طرح بہت سے اسلامی احکام میں عورتوں اور مردوں کے درمیان ان کی تخلیقی فطری اور صنفی مصلحت سے احکام میں تفریق کی گئی اسی طرح "نماز" کے احکام میں بھی متعدد مسائل میں یہ فرق کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے، تاکہ ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہوسکے جو جانے انجانے امت کی عورتوں کو مجبور کررہے ہیں کہ وہ مردوں کی طرح نماز ادا کریں اور کہہ رہے ہیں کہ دونوں کی نماز میں کوئی فرق ثابت نہیں ہے۔

احکامِ نماز میں فرق:

(۱۲) مردوں کے لئے نماز کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا لازم ہے (بخاری: ۱/۸۹) مگر عورتوں کے لئے جماعت لازم نہیں ہے، بلکہ گھر کی نماز مسجد کی نماز سے افضل ہے۔

۔۔۔۔صلاتک فی دارک خیر لک من صلوٰتک فی مسجد قومک — تمہاری وہ نماز جو تم اپنے گھر میں پڑھو اس نماز سے بہتر ہے جو تم محلے کی مسجد میں پڑھو۔

(بیہقی، ابوداؤد، مسند احمد ۶/۳۷۱)

(۱۳) مردوں پر نماز جمعہ فرض ہے مگر عورتوں کے لئے جمعہ لازم نہیں ہے۔

الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوک او امرأة او صبی او مریض — جمعہ ہر مسلمان پر حق واجب ہے سوائے چار کے، زرخرید غلام، عورت، بچے اور بیمار۔

(سنن بیہقی، ابوداؤد، ۱/۲۸۰۱)

(۱۴) مردوں کے لئے اذان واقامت مسنون ہے مگر عورتوں کیلئے اذان واقامت کا حکم نہیں ہے۔

لیس علی النساء اذان و لا اقامة و لا جمعة — عورتوں پر نہ اذان واقامت لازم ہے اور نہ ہی جمعہ کی نماز ہے۔ (بیہقی: ۱/۶۰۰)

(۱۵) مردوں کا نماز میں ناف سے لے کر گھٹنے تک جسم کا چھپانا کافی ہے مگر عورتوں کے لئے دو ہتھیلیوں اور چہرہ کے علاوہ پورے جسم کا چھپانا فرض ہے۔

عن ام سلمة رضی اللہ عنہا انها سالت النبی ﷺ أ تصلی المرأة فی درع و خمار لیس علیها ازار؟ قال اذا کان الدرع سابغا یغطی ظهور قدمیه (ابوداؤد: ۱/۱۷۳)

حضرت ام سلمہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم کیا کہ کیا عورت ایک اوڑھنی اور لمبے کرتے میں جس کے اندر لنگی نہ ہو، نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: اگر کرتا اتنا لمبا ہو کہ پیر کے پنجوں کو چھپا لے تو ہو جاتی ہے۔

(۱۶) مردوں کی نماز ننگے سر ہو جاتی ہے مگر عورت کی نماز دوپٹے کے بغیر ادا نہیں ہوتی

لا تقبل الله صلوٰۃ حائض الا بخمار (مسند احمد/ ترمذی/ ابن ماجہ/ ابوداؤد: ۱/ ۱۷۳)

اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز بغیر خمار (سر اور گردن کو چھپانے والی چادر) کے قبول نہیں فرماتا۔

(۱۷) مرد امامت کرتے ہیں تو مقتدیوں سے آگے کھڑے ہو کر کرتے ہیں، عورتوں کے لئے اولاً تو جماعت کا حکم نہیں ہے، ثانیاً اگر وہ نماز میں عورتوں کی امامت کر رہی ہو تو آگے کھڑے ہونے کی اجازت نہیں، صف ہی کے درمیان کھڑی ہو کر نماز پڑھائے گی۔

لا تقدمهن امرأة ولكن تقوم فى وسطهن (سنن کبریٰ للبیہقی: ۱/ ۲۰۰)

عورت نماز میں دوسری عورتوں سے آگے نہیں بڑھے گی بلکہ ان کے درمیان کھڑی ہو کر امامت کرے گی۔

(۱۸) مرد کے لئے صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہونا ممنوع ہے، اکیلا ہو تو امام کے بازو کھڑا ہوگا، لیکن اگر عورت تنہا ہو تو تنہا ہی صف کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ صليت انا ويتيم فى بيتنا خلف النبى ﷺ و أمى ام سليم خلفنا (بخاری: ۱/ ۳۴۷)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے ہمارے گھر میں نماز پڑھی اسطرح کہ میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور میری والدہ ہمارے پیچھے تنہا کھڑی ہوئیں۔

(۱۹) مردوں کے لئے نمازوں میں خوشبو کا استعمال پسندیدہ ہے۔ (بخاری: ۲/ ۴۱۰) مگر عورتیں اگر مسجد جانا چاہیں تو خوشبو کا استعمال کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

اذا شهدت احديكن المسجد فلا تمس طيبا (مسند احمد: ۱/ ۳۶۳)

اگر تم عورتوں میں سے کوئی مسجد جانا چاہے تو خوشبو کا ہرگز استعمال نہ کرے۔

(۲۰) جماعت میں مردوں کے لئے پہلی صف میں ٹھہرنا افضل و بہتر ہے لیکن عورتوں کے لئے آخری صف افضل اور زیادہ بہتر ہے۔

خیر صفوف الرجال اولها وشرها آخرها وخير صفوف النساء آخرها وشرها اولها	مردوں کی بہترین صف پہلی اور بدترین آخری ہے (اس کے برخلاف) عورت کی بہترین صف آخری اور بدترین پہلی ہے۔

(مسلم/ترمذی/ابوداؤد/ابن ماجہ: ۱ / ۳۸۶)

(۲۱) نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر امام کو متوجہ کرے گا، عورت کو اگر ایسی ضرورت پیش آئے تو وہ سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی بلکہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر اس کی آواز سے امام کو متوجہ کر سکتی ہے۔

اذا انابكم فى الصلوٰة شيئى فليسبح الرجال وليصفق النساء (مسنداحمد: ۵ / ۳۳۳)	اگر تمہیں نماز کے دوران کوئی بات پیش آئے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر اور عورتیں تالی بجا کر، متوجہ کریں۔

(۲۲) جانور پر سوار ہونے کی حالت میں مردوں کو نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن عورتوں کو اس سے روکا گیا ہے، تاکہ اس کے فطری تقاضۂ حجاب کو نقصان نہ پہونچے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا ـــــــــ لم يرخص لهن فى ذلك فى شدة ولا رخاء	عورتوں کو (سواری پر نماز پڑھنے کی) کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

(کنزالعمال: ۱ / ۷۹۱)

ارکان کی ادائیگی میں فرق:

عورت کی نماز کے شرائط و فرائض تو مردوں ہی کی طرح ہیں، نماز کے بنیادی ڈھانچے میں دونوں کے لئے کوئی فرق نہیں، لیکن بعض ارکان کی ادائیگی میں عورت کے فطری تقاضۂ حیا کی رعایت رکھی گئی ہے، جو سلف سے خلف تک معتبر طریقے سے علماً و عملاً جاری ہے، اسی

پر فقہاء ومحدثین کا عمل رہا اور ہے۔

(۲۳) تکبیرِ تحریمہ کے لئے مرد تو کانوں یا کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں گے مگر عورت اپنے ہاتھ سینے تک ہی بلند کرے گی، ظاہر ہے کہ یہی اس کی فطرتِ حیا کے عین مطابق ہے۔

اذا صليت فاجعل يديک حذاء اذنيک والمرأة تجعل يديها حذا ثدييها (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد: ۲/ ۲۷۲)

وائل بن حجرؓ سے فرمایا: جب تم نماز پڑھوتو (تکبیر تحریمہ کے لئے) اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک ہی اٹھائے گی۔

(۲۴) سجدے میں مرد تو خوب کُھل کر اور اعضاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ رکھ کر سجدہ کریں گے، لیکن عورتیں چمٹ کر اور ضم ہو کر سجدہ کریں گی، یہی ان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔

مر رسول الله ﷺ ..... فقال اذا سجد تما فضما بعض اللحم الى الارض، فان المرأة فى ذلک ليست كالرجل (رواہ ابوداؤد مرسلا/ مصنف ابن ابی شیبہ/ بیہقی: ۲/ ۳۱۵)

رسول اللہ ﷺ کا گذر دو نماز پڑھنے والی عورتوں کے پاس سے ہوا تو انہیں حکم دیا کہ جب تم لوگ سجدہ کیا کرو تو اعضائے جسمانی کو خوب چمٹا کر سجدہ کیا کرو، اس معاملے میں عورت مرد کے مانند نہیں ہے۔

(۲۵) قعدے میں مرد ایک پیر بچھا کر اور دوسرا کھڑا کر کے اس پر بیٹھے گا مگر عورتیں بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پیر داہنی جانب نکالدیں گی، یہی ہیئت اسکی ضرورت کے مطابق ہے۔

اذا جلست المرأة فى الصلوٰة وضعت فخذها على فخذها الاخرىٰ فاذا سجدت الصقت بطنها فى فخذيها كاستر مايكون لها (مصنف ابن ابی شیبہ/ کنز العمال/ بیہقی: ۲/ ۳۱۵)

عورت جب نماز میں بیٹھے گی تو ایک ران دوسری ران پر ڈال لے گی اور جب سجدہ کرے گی تو پیٹ کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ لے گی اس طرح کہ زیادہ چھپی رہے۔

ان روایات کے علاوہ ــــــ جن کا مجموعہ اور جن پر عملی اجماع عورت کی بعض سننِ صلوٰۃ کو مردوں سے مختلف کرتا ہے ــــــ صحابہؓ وتابعینؒ سے متعدد آثار بھی کتبِ حدیث میں موجود ہیں، مثلاً

(۲۶) امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی سنن میں اس سلسلہ کی روایات نقل کرنے سے قبل فرماتے ہیں:

وجماع ما یفارق المرأة فیه الرجال من احکام الصلوٰة راجع الی الستر، وهو انها مامورة بکل ما کان استر لها، والابواب التی تلی هذه تکشف عن معناه وتفصله وباللّٰه التوفیق (سنن بیہقی: ۲/۳۱۴)

وہ تمام باتیں جو احکامِ نماز میں عورتوں کو مردوں سے علاحدہ کرتی ہیں وہ سب پردہ وستر سے متعلق ہیں، اور وہ یہ ہے کہ عورت نماز میں ہر اس بات کی پابند ہے جس سے وہ زیادہ سے زیادہ مخفی طور پر نماز ادا کر سکے، آگے درج ہونے والے ابواب سے یہ حقیقت خوب واضح ہو جائے گی۔

اگلے ابواب میں انہوں نے وہ روایات نقل کیں جو نمبر ۱ تا ۳ میں گذر چکی ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود بھی فرق کے قائل ہیں۔

(۲۷) حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے:

اذا سجدت المرأة فلتحتفز لتضم فخذیها (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۵۰۴)

عورت جب سجدہ کرے گی تو خوب سمٹ کر کرے گی اور پیٹ کو رانوں سے جوڑے رکھے گی۔

(۲۸) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

تجتمع وتحتفز (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۵۰۵)

اکھٹی ہو کر اور سمٹ کر ارکان کو ادا کرے گی۔

(۲۹) مشہور تابعی عطاء بن ابی رباحؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا عورت بھی نماز میں مردوں کی طرح اوپر تک ہاتھ اٹھائے گی؟ تو جواب میں فرمایا:

لا ترفع يديها كالرجل واشار فخفض يديه جدا وجمعهما اليد جدا وقال ان المرأة هيئة ليست للرجال (مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۴۲۱)

عورت مردوں کی طرح ہاتھوں کو بلند نہیں کرے گی پھر اشارہ کرکے بتلایا کہ وہ ہاتھوں کو جسم ہی سے چمٹا کر تھوڑا اٹھائیگی، کیوں کہ عورت کی کیفیت مردوں کی طرح نہیں ہے۔

(۳۰) ایک اور تابعی عالم ابراھیم نخعیؒ فرماتے ہیں:

كانت للمرأة تؤمر اذا سجدت ان تلزق بطنها بفخذيها كيلا ترتفع عجزتها ولا تجافى كما يجافى الرجل (سنن بیہقی:۲/۳۱۴)

عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ جب وہ سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے چمٹا کر رکھے، اس طرح کہ سرین بلند نہ ہو، اور مردوں کی طرح کشادہ اعضاء نہ رہے۔

(۳۱) ایک اور تابعی عالم حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

المرءة تضطم فى السجود

عورت سجدوں میں اعضاء کو ملا اور چمٹا کر رکھے گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:۱/۳۰۳)

(۳۲) ایک اور معتبر وصدوق تابعی خالد بن اللحلاجؒ فرماتے ہیں:

لا يجلسن جلوس الرجال على اوراكهن (ایضاً ۲/۵۰۶)

قعدہ میں عورتیں مردوں کی طرح نہیں بیٹھیں گی۔

(۳۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

كن يتربعن ثم امرن بان يحتفزن (مسند امام اعظم:۱/۱۹۳)

پہلے عورتیں نماز میں چار زانو بیٹھا کرتی تھیں، پھر انہیں حکم دیا گیا کہ ایک طرف کو ہو کر بیٹھا کریں۔

ائمہ اربعہ کا موقف:

مذکورہ بالا احادیث وآثار اور خیر القرون میں اس فرق کی شہرت ہی کی وجہ سے ائمہ اربعہ اور اہل ظاہر رحمہم اللہ نے اپنی اپنی فقہی تحقیقات میں اس فرق کو شامل کیا ہے، اور نماز کی سنتوں کو بیان کرتے ہوئے عورت کے لئے رفع یدین، سجدتین اور قعدہ میں بیٹھنے کی ہیئت کو مردوں سے مختلف قرار دیا ہے، بقیہ سب امور میں مرد وعورت یکساں ہیں۔

● امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں نماز کی سنن میں ہے کہ

عورت تکبیر تحریمہ کے وقت صرف سینے تک ہاتھ اٹھائیگی، اور سینے ہی کے اوپر باندھے گی، رکوع میں بند انگلیوں کے ساتھ ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھ لینا کافی ہے (گھٹنوں کو پکڑنے اور پیٹھ کو بالکل سیدھا کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں)، سجدے میں پیٹ رانوں سے چمٹا کر رکھے گی اور قعدہ میں دونوں پیر باز و نکال کر بیٹھے گی۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۱/۷۶۱ تا ۷۶۴)

● امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں سنت یہ ہے کہ

عورت تمام ارکانِ نماز سمٹ کر اور چمٹ کر ادا کرے، پیروں کو ملا کر رکھے اور سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے ملائے رہے۔ (ایضاً: ۱/۷۶۸)

● امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں عورت کے لئے مسنون ہے کہ

رکوع سجدے میں کہنیوں کو بازو سے اور پیٹ کو رانوں سے چمٹائے رکھے، جہر کے مواقع میں بھی اگر نامحرم کو آواز پہونچنے کا اندیشہ ہے تو سرّ ہی کرے وغیرہ (ایضاً: ۱/۷۷۶)

● امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ آدابِ نماز میں عورت کیلئے یہ آداب بیان کرتے ہیں:

عورت رکوع اور سجدے میں مردوں کی طرح اعضاء کشادہ نہیں رکھے گی بلکہ سمٹ کر اور اعضاء کو ایک دوسرے سے ضم کر کے رکھے گی، قعدہ میں دونوں پیروں کو لٹا کر داہنی جانب نکال دے گی۔ (ایضاً: ۱/۷۸۰)

رکوع اور سجدہ کی ہیئت کے علاوہ اور بھی امور ہیں جو مذکورہ بالا احادیث وآثار میں اوپر مذکور ہوئے ہیں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ قدرے اختلاف کے ساتھ ان سب کے قائل ہیں، اور عورت کے حق میں بہتر اور حجاب سے قریب تر مانتے ہیں، تفصیل کے لئے سعودی عرب کی وزارۃ الشئون الاسلامیۃ سے تقسیم کی گئی وہاں کے معتبر عالم ڈاکٹر صالح فوزان کی کتاب "خواتین کے مخصوص مسائل" کی پانچویں فصل مکمل مطالعہ کرلیں۔

غیر مقلدین کے معتبر علماء کا موقف:

غیر مقلدین (حدیث پر عمل کا دعویٰ کرنے والے) اگر چہ کہ آج کل اس سے اختلاف کر کے اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں کیفیتِ ادا کا کوئی فرق نہیں ہے اور صلوا کما رأیتمونی اصلی کے مفہوم عام سے بے محل استدلال کرتے ہوئے عورتوں کو اس کا پابند بنانے پر تلے ہوئے ہیں کہ وہ مردوں ہی کی طرح تمام آداب کی تکمیل کریں، بلکہ ان نمازوں کو ناقص اور خلافِ سنت کہہ رہے ہیں جو مذکورہ بالا آداب کی رعایت کے ساتھ عورتیں شروع سے اب تک ادا کرتی آرہی ہیں، لیکن ان کے محقق ومعتبر علماء کی تحقیق بھی ـــــ اس زمانے کے کم فہم اور کم علم ضدی لوگوں سے ہٹ کر ـــــ وہی ہے جو جمہورِ امت، صحابہ وتابعین، فقہاء ومجتہدین رحمہم اللہ کی ہے۔

● مشہور غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں صاحب ؒ فرماتے ہیں:

وصلوٰۃ المرأۃ کصلوٰۃ الرجل فی جمیع الارکان والآداب الا ان المرأۃ ترفع یدیھا عند التحریمۃ الی ثدییھا ولا تخوی فی السجود کالرجل بل تنخفض وتلصق وتضم بطنھا بفخذیھا

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ۱/۸۵)

اور عورت کی نماز تمام ارکان وآداب میں مرد ہی کی طرح ہے سوائے اس کے کہ وہ تکبیر تحریمہ کیلئے اپنے ہاتھ سینے تک ہی اٹھائے گی اور سجدہ مردوں کی طرح پھیل کر نہ کریگی، بلکہ اپنے اعضاء کو ملا کر چمٹا کر کرے گی اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھے گی۔

● اسی طرح ایک اور غیر مقلد عالم مولانا عبدالجبار غزنویؒ اس سلسلے میں ایک استفتاء کا تفصیلی جواب دینے کے بعد بطور خلاصہ کے فرماتے ہیں:

(رکوع سجدے اور قعدہ میں) عورتوں کا انضمام اور انخفاض (یعنی سمٹ کر اور اعضاء کو ایک دوسرے سے چمٹا کر ادا کرنا) نماز میں احادیث اور تعامل جمہور اہل علم از مذاہبِ اربعہ سے ثابت ہے، اس کا منکر (دراصل) کتب احادیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے، واللہ اعلم۔ (فتاویٰ علماءِ اہل حدیث ۳/۱۴۹)

مذکورہ بالا احادیث وآثار اور مقلد وغیر مقلد علماء کی تحقیقات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی ہے کہ عہد صحابہؓ سے لے کر آج تک تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں رفع یدین اور کیفیتِ سجدہ وقعدہ میں فرق ہونا چاہیے، مرد کی ہیئت مردانہ اور عورت کی ہیئت اس کے جسمانی ونسوانی تقاضہائے حیا کے مطابق ہونی چاہیے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ عورتیں فرائض وواجبات اور سنن تو ایک ہی طرح ادا کریں گی لیکن

● تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ سینے تک اٹھا کر سینے ہی پر باندھ لیں گی، مردوں کی طرح کلائیوں کو بازوؤں سے جدا کر کے زیادہ اونچا نہیں کریں گی۔● سجدہ میں کلائیوں کو بازؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے چمٹا کر رکھیں گی، مردوں کی طرح کُھل کر اور سرین کو اونچا کر کے نہیں رکھیں گی● قعدہ میں بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پاؤں داہنی جانب نکال لیں گی، مردوں کی طرح ایک پیر بچھا کر اور دوسرا کھڑا کر کے نہیں بیٹھیں گی۔

رہ گئی وہ حدیث جسے غیر مقلدین بہت شد ومد سے پیش کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلوا کما رأیتمونی اصلی یعنی نماز ایسی پڑھو جیسا تم مجھ کو پڑھتا ہوا دیکھ رہے ہو، اور یہ کہتے ہیں کہ "یہ حدیث مردوں اور عورتوں دونوں کے واسطے عام ہے، اس میں یا کسی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مردوں سے مستثنیٰ نہیں کیا" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین کے نزدیک اس حدیث کا یہی مفہوم صحیح ہے تو پھر ان کو یہ بھی مان لینا چاہیے کہ

① عورت کی نماز ننگے سر ہوسکتی ہے، اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

② عورت نصف پنڈلی تک اونچے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

③ عورت کو جہری نماز میں جہراً قرأت کرنا چاہئے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

④ عورت کو آمین زور سے پکارنا چاہئے اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا گیا ہے۔

⑤ عورت کو بلا جماعت نماز نہیں پڑھنا چاہئے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جماعت کا اہتمام کرتے دیکھا گیا ہے۔

⑥ عورت کو فرض نماز گھر میں جائز نہیں ہونا چاہئے، اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرض نماز مسجد ہی میں پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

⑦ عورتوں کو امام بن کر اور آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھانا چاہئے، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ وغیرہ

ظاہر ہے کہ کوئی بھی عالم عورت کے لئے ان امور کے جواز کا قائل نہیں ہے، جب ان امور میں دوسری احادیث وآثار اور اجماعِ امت کی وجہ سے صلوا کما رأیتمونی اصلی کے عموم سے عورتوں کو مستثنیٰ مانا جاسکتا ہے تو پھر دوسرے مسائل میں کیوں نہیں مانا جاسکتا؟ بات یہ ہے کہ اس زمانے کے غیر مقلدین علم کو چھپاتے ہیں اور صرف اپنی پسند کردہ حدیثوں کو دکھا کر لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس حدیث کے علاوہ اس مسئلے میں کوئی حدیث نہیں ہے، یا ہے بھی تو بالکل ضعیف وموضوع احادیث ہیں۔

مزید دھوکہ دہی یہ کرتے ہیں کہ احناف کی جن فقہی تحقیقات سے انہیں اختلاف ہے ان کو اس طرح پیش کرتے ہیں جیسے پوری امت میں امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ کوئی اس کا قائل نہیں ہے۔ حالانکہ بہت سے مسائل میں بہت سے علماء کی رائے ان کے موافق ہے مگر

غیر مقلدین اس کو صرف حنفی مسئلہ بتلاتے ہیں بلکہ اس کے استہزاء واستخفاف سے بھی نہیں چوکتے، چنانچہ زیر بحث مسئلے کو بھی وہ اسی طرح پیش کرتے ہیں جیسے یہ — نعوذ باللہ — صرف امام اعظمؒ کی حماقت ولاعلمی ہو، ورنہ پوری امت ان کی مخالف ہے اور اس بات کی قائل ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔

جبکہ مذکورہ بالا مضمون میں صحابہ، تابعین، محدثین اور مجتہدین بلکہ علماء غیر مقلدین کے حوالے سے جو تفصیل سامنے آئی ہے وہ بتلا رہی ہے کہ اس مسئلے میں اس زمانے کے غیر مقلدین ائمہ اربعہ سے اختلاف تو کر ہی رہے ہیں، اپنے اکابر سے بھی منحرف ہو کر نیا راستہ نکالے ہوئے ہیں۔

اس جگہ ایک اور بات کی وضاحت کر دینا بھی مناسب ہے کہ عورتوں کے لئے سمٹ کر اور باحیا طریقے پر سجدہ کرنے کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے امام شافعیؒ نے جو احب الی اور امام احمدؒ نے اعجب الی کے الفاظ فرمائے تھے یعنی مجھے یہی پسند ہے، تو آج کل کے کم علم و بے فہم غیر مقلدین یہ کہہ رہے ہیں کہ حدیث کے مقابلے میں ان ائمہ کی پسند کوئی معنیٰ نہیں رکھتی! لیکن غیر مقلدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان حدیث وفقہ کے ماہرین اور ورع وتقویٰ کے حاملین کے ہاں حدیثِ نبوی کا احترام آپ لوگوں سے کروڑوں گنا زیادہ تھا اور وہ صلوا کما رأیتمونی اصلی والی حدیث بھی اچھی طرح جانتے تھے، اس کے باوجود احب اور اعجب کا لفظ استعمال کئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرات صرف سندوں کے غلام اور راویوں کے مقلد نہ تھے، بلکہ عقل وشعور سے بھی کام لیتے تھے، وہ خیر القرون کے لوگ تھے ان کے دور تک لوگوں نے دین کو بدل لیا نہیں تھا، دین علم سے زیادہ عمل میں محفوظ تھا، کتاب وسنت اور تعامل صحابہ کی روشنی میں انہیں دین کی صحیح سمجھ اور احکام کے مقاصد پر عبور نصیب ہو گیا تھا، جب ان سے کسی غیر واضح یا اختلافی مسئلے میں پوچھا جاتا کہ آپ کیا پسند کرتے ہیں؟ تو اسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس مسئلے میں

آپ کا علمی ذوق اور عملی مشاہدہ کیا کہتا ہے؟ تو اس کے جواب میں وہ جو یہ کہتے کہ "مجھے اس طرح پسند ہے" تو اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ میری ہوس اور طبیعت کو یہ پسند ہے، جیسے کسی کو کھارا پسند ہے کسی کو میٹھا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ کتاب وسنت پر عبور کی وجہ سے شریعت کے جس مزاج کا مجھے ذوق حاصل ہوا ہے اس کی روشنی میں اس صورت کو میں زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ یہ ایسا ہی جیسے امام بخاریؒ یا کوئی محدث یوں کہے کہ فلاں سے روایت لینا فلاں کے مقابلے میں مجھے احب یا اعجب ہے، یا فلاں سند کو میں فلاں سند سے زیادہ احب سمجھتا ہوں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ حدیثوں کے مقابلہ میں ان کی پسند کا معاملہ ہے، بلکہ ان کی تحقیق اور ان کا علم اس صورت کو ترجیح دے رہا ہوتا ہے، پس یہاں بھی فقہاء کے احب الی اور اعجب الی کا یہی مطلب لینا چاہیے، اور علماء کے ہاں یہی مطلب لیا جاتا ہے، کوئی جاہل الفاظ ہی کا پجاری بن بیٹھے تو وہ اس کے علمی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے!

اللہ پاک سب مسلمانوں کو اتباع حق کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

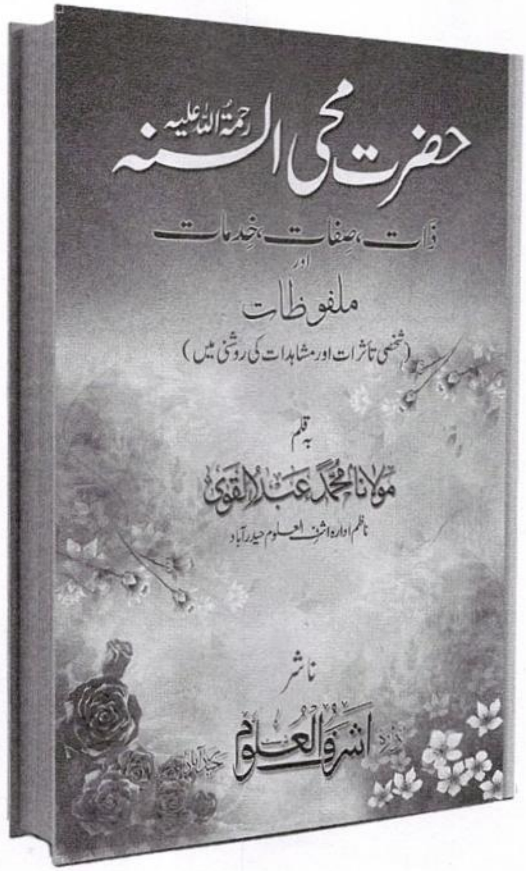

محدث جلیل، فقیہ نبیل، مفسر قرآن، غزالیٔ وقت حکیم الامت

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ کے آخری خلیفہ

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد ابرارالحق صاحب حقی نوراللہ مرقدہ کی زندگی کے

تابناک نقوش پر مشتمل کتاب

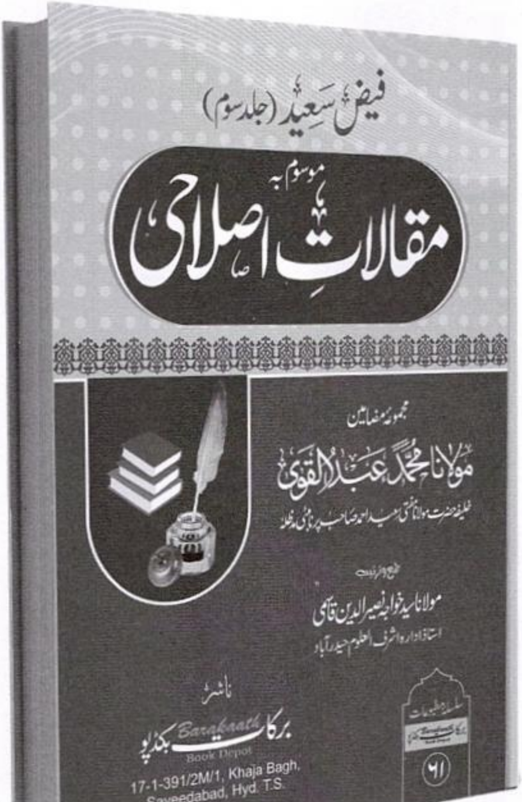

حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ العالی

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

کے انتہائی فکر انگیز، بصیرت افروز، عصری تقاضوں پر رہنمایانہ خطوط کے حامل

مضامین پر مشتمل منفرد کتاب

مؤلف کی دیگر چند مطبوعات

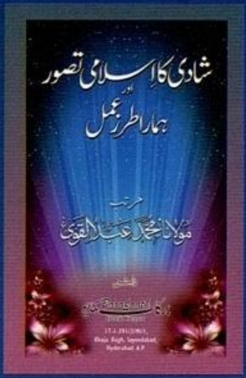

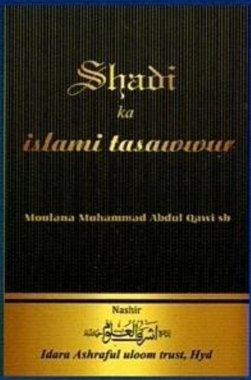

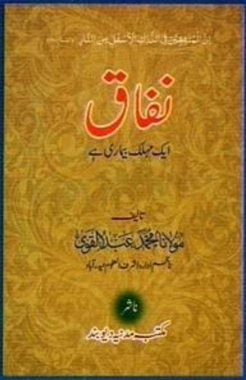

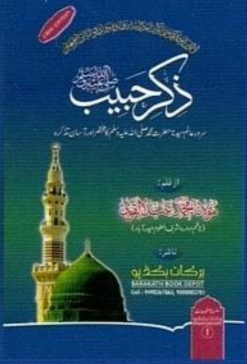

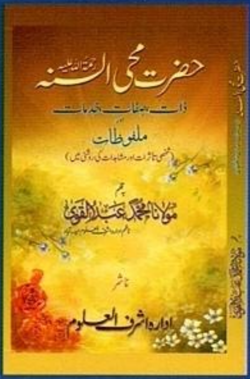

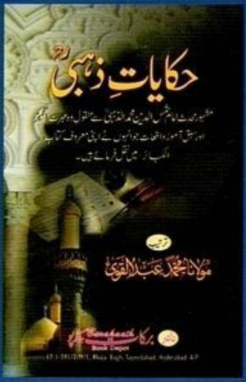

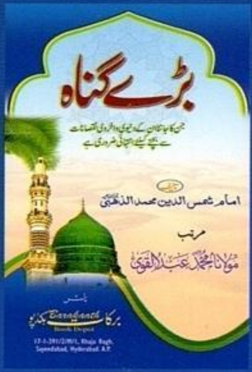

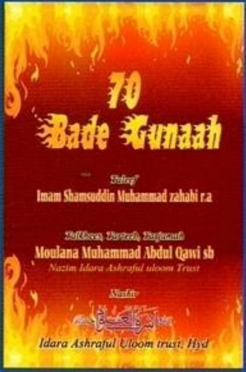

برکات بکڈپو Barakaath Book Depot

17-1-391/2/M/1, Khaja Bagh, Sayeedabad, Hyderabad. (T.S.)
Cell : 9490367863, 9000003701